مشکلات القرآن اُردو

یعنی

قرآن پاک کی آیاتِ متعارضہ کے درمیان تطبیقات

کا مستند مجموعہ

تالیف

حضرت مولانا محمد انور گنگوہی مدظلہ

ناشر

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

بیرون نوھٹہ گیٹ۔ ملتان

دفع تعارض اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ پہلی آیت دوسری آیت کے ابہام کی تفسیر ہے کیونکہ دوسری آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پوری امت پر فرض ہے لیکن فرض کی دو قسمیں ہیں ایک فرض کفایہ دوسرے فرض عین، فرض کفایہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فرض تو سب پر ہے مگر اس فرض کی ادائیگی بعض افراد کے عمل کرنے سے ہو جائے گی اگر بعض لوگوں نے یہ فریضہ انجام دیدیا تو تمام افراد کے ذمہ سے سقوط ہو جائے گا اور اگر کسی نے بھی یہ کام نہ کیا تو سب کے سب ترکِ فرض کی وجہ سے گنہگار اور قابلِ مؤاخذہ ہوں گے، اور فرضِ عین کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص پر مستقلاً فرض ہے جس کی ادائیگی ہر ہر فرد کو مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ کرنی ہوگی بعض کے ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے سقوط نہ ہوگا جیسا کہ صلوٰۃ وصوم وغیرہ احکام فرضِ عین ہوتے ہیں،

اب سنئے کہ آیتِ ثانیہ اس بارے میں مبہم ہے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سب پر فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ ہے آیتِ اولیٰ میں وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ الخ کہکر اس ابہام کو دور کر دیا گیا ہے اور بتلا دیا گیا کہ سب پر فرضِ عین نہیں ہے بلکہ فرضِ کفایہ ہے تم میں سے ایک جماعت بھی اگر اس وظیفہ کو انجام دیدیگی تو سب کی طرف سے ادائیگی ہو جائے گی، علماء اہلِ سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرضِ کفایہ ہے فرضِ عین نہیں ہے علامہ قرطبی نے بھی اسی کو اصح کہا ہے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو فرض عین کہنے والا صرف فرقہ نزاریہ[1] ہے جو شیعوں کا ایک فرقہ ہے جن میں سے شیخ ابو جعفر بھی ہے اس کا مسلک یہی ہے کہ یہ فرضِ عین ہے بہرحال تقریر مذکور سے معلوم ہو گیا کہ آیتِ اولیٰ آیتِ ثانیہ کے ابہام کی تفسیر ہے اور تفسیر بعد الابہام کو تعارض وتناقض نہیں کہا جاتا فلا تعارض بینہما (روح المعانی ص ۲۱ و ۲۲ ج ۴)

بزیادۃ توضیح

---

[1] فرقہ نزاریہ شیعوں کے فرقہ امامیہ کے ۳۹ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جو ابو منصور نزار بن معد عزیز باللہ کی طرف منسوب ہے اس فرقہ کو صباحیہ، خیریہ، مسقطیہ، سقطیہ بھی کہتے ہیں (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص ۳۷ و ۳۸ مطبوعہ ترکی)

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف نذیر تھے یا بشیر و نذیر؟

پارہ ۶، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۹، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۲۹

آیات (۱) فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ پارہ ۶ رکوع ۷ سورہ المائدہ جلالین ص ۹۷ (۲) اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ پارہ ۹ رکوع ۱۳ سورہ الاعراف جلالین ص ۱۴۶ (۳) اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ پارہ ۱۱ رکوع ۱۷ سورہ ھود جلالین ص ۱۷۹ (۴) وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا پارہ ۱۵ رکوع ۱۲ جلالین ص ۲۳۹ (۵) وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا پارہ ۱۹ رکوع ۳ سورۃ الفرقان جلالین ص ۳۰۷ (۶) اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا پارہ ۲۲ رکوع ۳ سورہ الاحزاب جلالین ص ۳۵۵ (۷) وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا پارہ ۲۲ رکوع ۹ سورہ سبأ جلالین ص ۳۶۲ (۸) اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا پارہ ۲۲ رکوع ۱۵ سورۃ فاطر جلالین ص ۳۶۶ (۹) اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا پارہ ۲۶ رکوع ۹ سورۃ الفتح جلالین ص ۴۲۳ ● (۱۰) اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پارہ ۹ رکوع ۱۳ سورۃ الاعراف جلالین ص ۱۴۵ (۱۱) اِنَّمَا اَنْتَ نَذِيْرٌ پارہ ۱۲ رکوع ۲ سورہ ھود جلالین ص ۱۸۰ (۱۲) اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ پارہ ۱۳ رکوع ۷ سورہ الرعد جلالین ص ۲۰۱ (۱۳) وَاِنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پارہ ۲۱ رکوع ۱ سورۃ العنکبوت جلالین ص ۳۳۹ (۱۴) اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ پارہ ۲۲ رکوع ۱۲ سورہ سبأ جلالین ص ۳۶۳ (۱۵) اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ پارہ ۲۲ رکوع ۱۵ سورۃ فاطر جلالین ص ۳۶۶ (۱۶) قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ سورہ صٓ جلالین ص ۳۸۴ (۱۷) اِنْ يُّوْحٰى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پارہ ۲۳ رکوع ۱۴ سورہ صٓ جلالین ص ۳۸۴ (۱۸) وَمَا اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پارہ ۲۶ رکوع ۱ سورہ الاحقاف جلالین ص ۴۱۶ (۱۹) قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ

Marfat.com

عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پارہ ۲۹ رکوع ۲ سورہ الملک جلالین ص ۴۶۸

تشریح تعارض آیت نمبر ۱ تا ۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے بشیر و نذیر (جنت اور ثواب کی خوشخبری دینے والا اور جہنم و عذاب سے ڈرانیوالا) بنا کر مبعوث فرمایا اور اخیر کی دس آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف نذیر بن کر تشریف لائے اس لئے کہ ان آیات میں نفی اور استثناء یا کلمۂ اِنَّمَا کے ذریعہ نذیر ہونے میں حصر کیا گیا ہے جس سے بشیر کی نفی ہو جاتی ہے پس ان دونوں قسم کی آیتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

دفعِ تعارض اس تعارض کے دو جواب ہیں

❶ پہلی نو آیات میں بشیر و نذیر ہونا کفار و مؤمنین دونوں کے حق میں ہے کہ مسلمانوں کے لئے آپ بشیر بن کر اور کفار کے لئے نذیر بن کر تشریف لائے اور اخیر کی دس آیتوں میں نذیر کا حصر اور بشیر کی نفی کفار کے حق میں ہے کہ آپ کفار کے حق میں فقط نذیر بن کر مبعوث ہوئے نہ کہ بشیر بن کر اور جب دونوں قسم کی آیتوں کا محمل جدا جدا ہے تو کوئی تعارض نہیں (بیان القرآن ص ۹۷ پ ۲۲)

❷ اخیر کی آیات میں حصر کرنے سے بشیر کی نفی مقصود نہیں ہے بلکہ دیگر امور کی نفی مقصود ہے مثلاً آیت ۱۵ میں آپ کے مسئول عنہ ہونے کی نفی مقصود ہے کہ آپ تو صرف نذیر بن کر تشریف لائے ہیں آپ سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ یہ کافر لوگ ایمان کیوں نہیں لائے؟ اسی طرح آیت ۱۹ میں تعیینِ وقتِ قیامت کے علم کی نفی مقصود ہے یعنی میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں مجھے یہ معلوم نہیں کہ قیامت کب آئے گی، اس کا متعین وقت تو حق تعالیٰ ہی جانتے ہیں علی ہذا القیاس دیگر آیات میں سے بعض یا سب آیات میں سیاق و سباق پر نظر کر کے امر منفی کو متعین کیا جا سکتا ہے (بیان القرآن ص ۹۷ پ ۲۲ مع زیادۃ توضیح و تشریح)

Marfat.com

کفار دلائل کو دیکھ کر ایمان لائینگے یا نہیں؟

پارہ ۷، ع ۱۹

آیات (۱) وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا پارہ ۸ رکوع ۹ سورہ الانعام جلالین ص ۱۱۳ (۲) اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِیْنَ پارہ ۱۹ رکوع ۵ سورہ الشعرآء جلالین ص ۳۰۹

تشریح تعارض پہلی آیت میں ارشاد ہے کہ اگر یہ کفار (آپ کی نبوت کے) تمام دلائل کو بھی دیکھ لیں تو ان پر بھی ایمان نہیں لائیں گے اور دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کردیں تو ان کی گردنیں اس نشانی کے سامنے پست ہوجائیں (اور یہ لوگ ایمان لے آئیں) پس پہلی آیت سے تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ کسی بھی دلیل پر ایمان نہیں لائیں گے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض نشانیوں پر ایمان ضرور لائیں گے لہذا ان دونوں آیتوں میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔

دفع تعارض پہلی آیت میں نفی ایمانِ اختیاری کی ہے اور دوسری آیت میں اثبات ایمانِ اضطراری کا ہے یعنی یہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ کر بھی اپنے اختیار سے ایمان نہیں لائیں گے حالانکہ شریعت میں ایمانِ اختیاری ہی مطلوب ہوتا ہے لیکن اگر ہم چاہیں تو ایسی نشانی نازل کردیں کہ ان کو اضطراراً اور مجبوراً ایمان لانا پڑے گا مگر ایمانِ اضطراری شریعت میں معتبر نہیں ہے اس لئے ایسی نشانی نازل نہیں کی جاتی پس جس چیز کی نفی ہے اس کا اثبات نہیں اور جس چیز کا اثبات ہے اس کی نفی نہیں ہے اور ایسی صورت میں کوئی تعارض نہیں ہوتا ہے ——

(بیان القرآن ص ۸۶ ج ۳ پ ۷)۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام سے اکل من الشجرۃ کا صدور عمداً ہوا یا نسیاناً؟

پارہ ۸ و ۱۶

آیات (۱) وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ پارہ ۸ رکوع ۹ سورۃ الاعراف جلالین ص ۱۳۰

● (۲) وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا پارہ ۱۶ رکوع ۱۵ سورۃ طٰہٰ جلالین ص ۲۶۸

تشریح تعارض آیتِ اولیٰ میں ہے کہ ابلیس نے اکل من الشجرۃ سے متعلق حق تعالیٰ کی طرف سے کی جانیوالی ممانعت اور نہی حضرت آدم علیہ السلام کو یاد دلادی تھی اور اس نہی کی ایک جھوٹی حکمت اپنی جانب سے گھڑ کر بیان کردی تھی چنانچہ اس نے یہ کہا تھا کہ حق تعالیٰ نے جو تم کو اکل من الشجرۃ سے منع فرمایا ہے وہ صرف اس لئے کہ کہیں تم اس کو کھا کر فرشتہ صفت نہ بن جاؤ یا کہیں تم کو خلود فی الجنۃ نصیب نہ ہو جائے کیونکہ اس درخت کا خاصہ یہ ہے کہ جو اس کا پھل کھا لیتا ہے وہ فرشتہ صفت بن جاتا ہے اور ہمیشہ جنت میں رہنا اس کو نصیب ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس نہی کے یاد ہوتے ہوئے قصداً و عمداً اس درخت کا پھل کھایا تھا نسیاناً نہیں اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فعل کا صدور اُن سے نسیاناً ہوا تھا عمداً نہیں کیونکہ آیتِ ثانیہ میں فَنَسِيَ فرمایا گیا ہے، اس لئے بظاہر ان دونوں آیتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔

دفعِ تعارض اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ جس وقت ابلیس نے حضرت آدمؑ کو بہکایا اور نہی یاد دلا کر اپنی طرف سے اس کی حکمت بیان کی اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی بات کی بالکل تصدیق نہیں کی اور اس فعل کا قطعاً ارتکاب نہیں کیا کیونکہ اسوقت تو ان کو نہی یاد تھی اللہ کی طرف سے صریح ممانعت کے ذہن

Marfat.com

میں ہوتے ہوئے شیطان کے بہکانے سے حضرت آدم علیہ السلام اس فعل کا ارتکاب کیسے کر سکتے تھے ہاں ایک مدت گذر جانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اس نہی کو بھول گئے قطعاً یاد نہیں رہا کہ اللہ نے اکل من الشجرۃ سے منع فرمایا ہے البتہ شیطان کی وہ بیان کردہ حکمت یاد رہی کہ اس کے کھانے سے آدمی فرشتہ صفت بن جاتا ہے اور ہمیشہ جنت میں رہنا نصیب ہو جاتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتہ صفت بن جانے اور خلود فی الجنۃ کے شوق میں نسیاناً اس درخت سے تناول فرمالیا پس تذکر اور نسیان کا زمانہ مختلف ہے تذکر تو صدورِ فعل سے بہت پہلے تھا اور نسیان ایک مدت کے بعد صدورِ فعل کے وقت ہوا ولا تعارض بعد اختلاف الازمنۃ (ملخص من شیخ زادہ ص ۲۷۵ ج ۱)

انسان وجنات کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے یا ترکِ عبادت کیلئے؟

پارہ ۹ و ۲۷

آیات (۱) وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ پارہ ۹ رکوع ۱۲ سورۃ الاعراف جلالین ص ۱۴۵ ● (۲) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ پارہ ۲۷ رکوع ۲ سورۃ الذّٰریٰت جلالین ص ۴۳۴

تشریح تعارض پہلی آیت میں ارشاد ہے کہ ہم نے بہت سے جن وانسان کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے اور دخولِ جہنم کا سبب ترکِ عبادت ہے پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے بہت سوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ عبادت نہ کریں اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے پس دونوں میں بظاہر تعارض ہے۔

دفع تعارض آیتِ اولیٰ میں تخلیق کے مقصدِ تکوینی کا بیان ہے اور آیتِ ثانیہ میں مقصدِ تشریعی کا ذکر ہے یعنی تمام جن وانس کی تخلیق کا تشریعی مقصد تو یہی ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں لیکن اُن حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے جن کو حق تعالیٰ ہی جانتے

Marfat.com

ہیں بہت سے جن وانس کی پیدائش کی تکوینی غایت یہ ہے کہ وہ عبادت نہ کریں اور جہنم میں داخل ہوں پس جب دونوں مقصدوں کی نوعیت جُدا جُدا ہے تو کوئی تعارض نہیں (بیان القرآن ص ۵۴ ج ۴ پ ۹ مع تشریح)

صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں نہ جانیکی اجازت طلب کرتے تھے یا نہیں؟

پارہ ۱۰، ع ۱۸

آیات (۱) لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ پارہ ۱۰ رکوع ۱۳ سورۃ التوبۃ جلالین ص ۱۶۰ ◉

(۲) وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ پارہ ۱۸ رکوع ۱۵ سورۃ النور جلالین ص ۳۰۲

تشریح تعارض آیتِ اولیٰ میں ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ لوگ اپنی جان ومال کے ساتھ جہاد کرنیکے بارے میں (جہاد میں شریک نہ ہونیکے بارے میں) کبھی آپ سے اجازت طلب نہیں کرتے اور دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ یہ لوگ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جسکے لئے ان کو جمع کیا گیا ہے (جیسے جہاد[ع]، صلوۃ جمعہ، صلوۃ عیدین وغیرہ) تو وہاں سے نہیں جاتے یہاں تک کہ آپ سے اجازت لے لیتے ہیں اجازت لیکر چلے جاتے ہیں پس آیتِ اولیٰ میں تو جہاد میں عدمِ شرکت کی اجازت طلب کرنیکی نفی کیگئی ہے اور آیتِ ثانیہ میں اجازت کا اثبات ہے پس ان دونوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے

دفع تعارض اس تعارض کے دو جواب ہیں۔

(۱) آیتِ اولیٰ میں جو استیذان کی نفی ہے وہ استیذان بلا عذر ہے اور آیت میں جو استیذان کا اثبات ہے وہ بالعذر کا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ بلا عذر تو کبھی جہاد میں عدم شرکت کی اجازت

ع ابن زیدؒ نے امر جامع کی تفسیر جہاد کیساتھ اور ابن جبیرؒ نے جہاد صلوۃ جمعہ اور عیدین کیساتھ کی ہے ۱۲ روح المعانی ص ۲۲۳ ج ۸

نہیں لیتے ہیں البتہ اگر کوئی عذر ہوتا ہے تو اجازت لیکر جہاد وغیرہ کی مجلس سے چلے جاتے ہیں جس کی نفی ہے اسکا اثبات نہیں جسکا اثبات ہے اسکی نفی نہیں فلا تعارض (بیان القرآن ص ۱۱۴ ج ۴ پ ۱۰)

④ پہلی آیت میں جو استیذان کی نفی ہے وہ جہاد میں بالکل نہ جانے کے بارے میں ہے کہ صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسطرح کی اجازت کبھی نہیں لیتے تھے کہ ہم جہاد میں بالکل نہ جاویں اور آیتِ ثانیہ میں جو استیذان کا اثبات ہے دراصل اسکی صورت یہ ہے کہ جہاد وغیرہ کیلئے مشورہ کی مجلس کبھی اتفاقا کسی ضرورت کی وجہ سے اجازت لیکر چلے جاتے تھے یہ مطلب نہیں کہ جہاد میں بالکل عدمِ شرکت کی اجازت لے لیا کرتے تھے پس استیذانِ منفی اور استیذانِ مثبت دونوں کی نوعیت الگ الگ ہے فلا تعارض (بیان القرآن ص ۳۶ ج ۸ پ ۱۸)

مشاہدۂ عذاب کے بعد ایمان لانا نافع ہوتا ہے یا نہیں؟

پارہ ۱۱ و ۲۴

آیات ① فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ الآية پارہ ۱۱ رکوع ۱۵ سورۂ یونس جلالین ص ۱۷۸

● ② فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ پارہ ۲۴ رکوع ۱۴ سورۂ مؤمن جلالین ص ۳۹۶

تشریح تعارض آیتِ اولیٰ میں ارشاد ہے کہ عذابِ الٰہی کے مشاہدہ کے بعد ایمان لانا کسی بستی کے لئے نافع نہیں ہوا سوائے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے کہ عذاب کے آثار دیکھ کر وہ لوگ ایمان لائے تھے اور ان کا ایمان معتبر اور نافع ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کو مشاہدۂ عذاب کے بعد بھی ایمان لانے سے نفع ہو جاتا ہے اور دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو ان کو ان کا یہ ایمان لانا نافع نہیں ہوا اللہ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اس کے بندوں میں پہلے سے ہوتا

Marfat.com

چلا آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشاہدۂ عذاب کے بعد ایمان لانا کسی کو بھی نافع نہیں ہوتا پس ان دونوں آیتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

دفع تعارض اس تعارض کے دو جواب ہیں

❶ پہلی آیت میں جو ایمان کے نافع ہونے کا ذکر ہے وہ عذاب کے آثارِ ابتدائیہ کا مشاہدہ کرنیکی حالت میں ہے کہ اگر کوئی شخص ملائکہ عذاب اور آخرت کی ہولناکی کا مشاہدہ کرنیسے قبل محض عذاب کے آثار ابتدائیہ کو دیکھ کر ایمان لے آئے تو اس کا ایمان معتبر اور نافع ہوجاتا ہے اور دوسری آیت میں جو ایمان کے نافع ہونے کی نفی ہے وہ ملائکہ عذاب اور احوالِ آخرت کے مشاہدہ کے بعد ہے کہ ایسی صورت میں ایمان لانا مقبول اور نافع نہیں ہوتا حضرت یونسؑ کی قوم عذاب کے ابتدائی آثار کو دیکھ کر ہی ایمان لے آئی تھی اس لئے اس قوم کا ایمان نافع اور معتبر ہوا تھا پس جب دونوں آیتیں علیحدہ علیحدہ حالت پر محمول ہیں تو کوئی تعارض نہیں (ماخوذ من بیان القرآن ص۳۰ و ص۳۱ ج ۵ پ ۱۱)

❷ اللہ تعالیٰ کا قانون تو یہی ہے کہ مشاہدۂ عذاب کے بعد کسی کا ایمان نافع نہیں ہوتا مگر بعض لوگ قانون سے مستثنیٰ ہوتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اس قانون سے مستثنیٰ اور مخصوص تھی اس لئے ان کا ایمان لانا مشاہدۂ عذاب کے بعد بھی نافع اور معتبر ہوگیا پس اس چیز کو حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی خصوصیات میں سے شمار کیا جائے گا ولا تعارض بعد الاستثناء والخصوصیۃ۔ (ماخوذ من بیان القرآن ص۳۱ ج ۵ پ ۱۱)

وحی سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم کو اقوامِ سابقہ کے واقعات کا علم تھا یا نہیں؟

پارہ ۱۲ و ع ۱۳

آیات ❶ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ

مِنْ قَبْلِ هٰذَا پارہ ۱۲ رکوع ۴ سورۂ ھود جلالین ص۱۸۴ (۲) لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ پارہ ۱۳ رکوع ۱۴ سورۂ ابراھیم جلالین ص۲۰۶ ● (۳) اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ پارہ ۱۳ رکوع ۱۴ سورۂ ابراھیم جلالین ص۲۰۶

تشریح تعارض پہلی آیت میں ارشاد ہے کہ یہ واقعہ (حضرت نوحؑ کا جو اوپر مذکور ہوا ہے) غیب کی خبروں میں سے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعہ آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔ وحی سے قبل نہ تو آپ کو اس کا علم تھا اور نہ آپکی قوم کو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل الوحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی قوم یعنی کفار مکہ کو اقوام سابقہ کے واقعات کا علم نہیں تھا اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ ان لوگوں کے حالات و واقعات کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپکی قوم کے لوگ اقوام سابقہ کے واقعات سے بیخبر تھے اور تیسری آیت میں ارشاد ہے کہ کیا تمھارے پاس (اے کفار مکہ) ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو تم سے پہلے گذرے ہیں یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان لوگوں کی خبر جو اُن کے بعد ہوئے ہیں۔ آیت میں استفہام انکاری ہے جسکا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اقوام سابقہ کی خبریں تمھارے پاس آئی ہیں تم کو ان کے واقعات کا علم ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی سے پہلے ہی کفار مکہ اقوام سابقہ کے واقعات کو جانتے تھے پس یہ آیت پہلی دونوں آیتوں کے بظاہر معارض ہے کہ پہلی دو آیتوں میں علم کی نفی اور تیسری آیت میں علم کا اثبات ہے۔

دفع تعارض پہلی دو آیتوں میں جو علم کی نفی ہے اس سے مراد علم تفصیلی ہے اور تیسری آیت میں جو اثبات ہے وہ علم اجمالی کا ہے مطلب یہ ہے کہ اقوام سابقہ کے حالات و واقعات اجمالی طور پر تو تم کو وحی سے قبل بھی معلوم تھے مگر واقعات کی تفصیل وحی سے قبل تم نہیں جانتے تھے۔ تفصیلی واقعات حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، اللہ ہی نے تم کو وحی کے ذریعہ ان واقعات سے باخبر کیا ہے پس اثبات علم اجمالی کا ہے اور نفی علم تفصیلی کی۔ لہٰذا کوئی تعارض نہیں (ماخوذ من بیان القرآن ص۴۰۴ پ۱۲ و امداد الفتاوی ص۲۹ ج۵)

Marfat.com

ہر اُمّت کے لئے رسول آیا ہے یا نہیں؟

پارہ ۱۴، ع ۲، ع ۲۱، ع ۲۲

آیات (۱) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ پارہ ۱۴ رکوع ع ۱۱ سورہ النحل جلالین ص ۲۱۸ (۲) وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ پارہ ۲۲ رکوع ع ۱۵ سورہ فاطر جلالین ص ۳۶۶ (۳) لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ پارہ ۲۰ رکوع ع ۸ سورہ القصص جلالین ص ۳۳۱ (۴) لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ پارہ ۲۱ رکوع ع ۱۴ سورہ السجدہ جلالین ص ۳۴۹ (۵) وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ پارہ ۲۲ رکوع ع ۱۱ سورہ سبأ جلالین ص ۳۶۳

تشریح تعارض پہلی دو آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر اُمت میں ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور آیت ع ۳ و ع ۴ و ع ۵ میں ارشاد ہے کہ آپ ایسی قوم کو ڈرانیوالے ہیں جن میں آپ سے قبل کوئی ڈرانیوالا رسول نہیں آیا ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اقوام ایسی بھی ہیں جنمیں کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا پس دونوں قسم کی آیات میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

دفع تعارض اس تعارض کے دو جواب ہیں (۱) آیت اولیٰ میں لفظ کُل تکثیر کے لئے ہے یعنی ہم نے اکثر اُمتوں میں اپنے رسولوں کو بھیجا ہے پس بعض اقوام و اُمم میں رسول کا مبعوث نہ ہونا اس کے معارض نہیں ہے[ع] (بیان القرآن ص ۴۴۲ ج ۶ پ ۱۴)

(۲) پہلی دو آیتوں سے ہر اُمت میں رسول کا مبعوث ہونا جو سمجھ میں آرہا ہے وہ اوائل زمانہ کے اعتبار سے ہے اور اخیر کی تین آیات سے جو بعض اقوام میں رسول کا نہ آنا معلوم ہوتا ہے وہ اواخر کے اعتبار سے ہے یعنی ہر امت کے ابتدائی زمانہ میں کوئی نہ کوئی رسول ضرور آیا ہے البتہ بعض اوقات اس کی شریعت کا سلسلہ اخیر تک باقی نہیں رہا جیسے قوم عرب کے ابتدائی دور میں حضرت اسمٰعیلؑ مبعوث ہوئے مگر ان کی شریعت عرب میں اخیر تک باقی نہیں رہی یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (بیان القرآن ص ۴۵ ج ۶ پ ۱۴ مع زیادۃ توضیح)

ع آیت ثانیہ کو بھی اکثر و اغلب پر محمول کر لیا جائے گا ۱۲

جنّت کی حوروں کا رنگ سفید مائل بزردی ہے یا سُرخ مائل بسفیدی؟

پارہ ۲۳ ع ۲ و ع ۲۷

آیات (۱) كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ پارہ ۲۳ رکوع ۶ سورۂ الصّٰفّٰت جلالین ص ۳۷۵

◉ (۲) كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ پارہ ۲۷ رکوع ۱۳ سورۂ الرحمٰن جلالین ص ۴۴۵

تشریح تعارض آیتِ اولیٰ میں جنّت کی حوروں کو رنگت اور صفائی نیز شفافیت میں چھپے ہوئے انڈوں کیساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح انڈوں کا رنگ سفید مائل بزردی و چمکدار اور پرندے کے پروں میں چھپے ہوئے ہونیکی وجہ سے صاف شفاف ہوتا ہے کہ نہ تو گرد و غبار اُن تک پہنچتا ہے اور نہ کسی کا ہاتھ ان پر لگتا ہے جس سے کچھ میلاپن آجائے ایسے ہی جنّت کی حوروں کا رنگ سفید مائل بزردی چمکدار اور صاف شفاف ہے بہت زیادہ خالص سفید رنگ جیسا کہ دودھ یا چونے کا رنگ ہوتا ہے مرغوب اور جاذب نظر نہیں ہوتا بلکہ سفید رنگ کے ساتھ ہلکے زرد رنگ کی ملاوٹ والا رنگ عورتوں میں بڑا مرغوب اور پسندیدۂ نظر ہوتا ہے بہرحال اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنّت کی حوروں کا رنگ سفید مائل بزردی ہے اور آیتِ ثانیہ میں حوروں کو یاقوت اور مرجان کے ساتھ تشبیہ دیگئی ہے یاقوت سرخ رنگ کا قیمتی موتی ہوتا ہے اور مرجان سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے موتیوں کو کہا جاتا ہے یاقوت و مرجان دونوں کیساتھ تشبیہ دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ حوروں کا رنگ سرخ و سفید ہے پس ان دونوں آیتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آیت میں حوروں کا رنگ زرد و سفید اور دوسری آیت میں سرخ و سفید بتایا گیا ہے۔

دفع تعارض اس تعارض کے پانچ جوابات ہیں۔

(۱) آیتِ اولیٰ میں انڈوں کیساتھ تشبیہ رنگ میں نہیں ہے بلکہ نعومت و طراوت یعنی ملائم اور تر و تازہ ہونے میں ہے اور انڈے سے مراد پکایا ہوا اور اُبالا ہوا انڈا ہے اُبالے جانے کے بعد چھلکے کے اندر جو چھپا ہوا انڈا ہوتا ہے بڑا نرم و نازک ملائم اور تر و تازہ

ہوتا ہے جس کا مشاہدہ چھلکا اتارنے کے بعد ہوتا ہے اسی لئے عوام الناس عورت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ فلاں عورت تو چھلے ہوئے انڈے کی مانند ہے، ایسے ہی جنت کی حوروں کے ابدان واجسام نہایت ہی نرم ونازک ملائم اور شاداب ہوں گے اس کی تائید حضرت ابن عباس رضؓ کے قول سے ہوتی ہے عن ابن عباسؓ قال ان البیض المکنون ماتحت القشر الصلب بینه وبین اللباب الاصفر[1] کہ بیضِ مکنون سے مراد انڈے کا وہ حصہ ہے جو سخت چھلکے کے نیچے اور زردی کے درمیان ہے اب کوئی تعارض نہیں کیونکہ آیتِ اولیٰ میں تشبیہ نعومت وطراوت میں ہے نہ کہ رنگت میں اور آیتِ ثانیہ میں رنگ میں تشبیہ ہے جس سے معلوم یہ ہوا کہ حوریں جسم کے اعتبار سے تو نہایت نرم ونازک اور تر وتازہ وشاداب ہوں گی اور رنگ کے اعتبار سے سفید مائل بسرخی ہوں گی یعنی گلابی رنگ ہوگا عورتوں میں گلابی رنگ بھی بڑا مرغوب ولپسندیدہ ہوتا ہے (روح المعانی ص ۹۰/۲۳)

(۲) پہلی آیت میں انڈوں کے ساتھ تشبیہ تناسبِ اعضاء میں ہے نہ کہ رنگت میں، انڈا تناسب اجزاء میں مشہور اور ضرب المثل ہوتا ہے، تشبیہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انڈا متناسب الاجزاء ہوتا ہے اسی طرح جنت کی حوریں بھی متناسب الاعضاء ہیں اور تناسبِ اعضاء نہایت ممدوح اور مرغوب چیز ہے حتیٰ کہ حُسن کا مدار ہی تناسبِ اعضاء پر ہے پس جب آیتِ اولیٰ میں تشبیہ رنگت کے اعتبار سے ہے ہی نہیں تو اس کا دوسری آیت سے کوئی تعارض نہیں کیونکہ دونوں آیتوں کے مجموعہ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حوروں کا جسم متناسب الاعضاء[2] اور رنگ سفید مائل بسرخی ہے فلا تعارض بینہما (روح المعانی ص ۹۰/۲۳)

(۳) یا یوں کہا جائے کہ آیت ثانیہ میں یاقوت ومرجان کے ساتھ تشبیہ رنگت میں نہیں ہے

---

[1] رواہ ابن المنذر عن ابن عباسؓ وابن ابی حاتم وابن جریر عن الامام السدی ۱۲ روح المعانی ص ۹۰/۲۳

[2] مگر تناسب اعضاء والی تشبیہ کی صورت میں مکنون کی قید بے فائدہ ہو کر رہ جاتی ہے اس قید کو تشبیہ میں کوئی دخل نہیں رہتا کیونکہ انڈا تو ہر حال میں متناسب الاجزاء ہے خواہ مکنون ہو یا غیر مکنون۔ اس لئے یہ توجیہ کمزور ہے ۱۲ ماخوذ من روح المعانی ص ۹۰/۲۳۔

Marfat.com

بلکہ یاقوت کے ساتھ تو تشبیہ صفائی کے اعتبار سے ہے اور مرجان کے ساتھ چکناہٹ اور خوبصورتی کے اعتبار سے ہے کہ جس طرح یاقوت موتی صاف وشفاف اور مرجان موتی چکنا اور خوبصورت ہوتا ہے اسی طرح حوریں صاف شفاف چکنی اور خوبصورت ہیں پس کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ آیتِ اولیٰ میں تشبیہ بیضِ مکنون کے ساتھ رنگت میں ہوئی اور دوسری آیت میں یاقوت ومرجان کیساتھ تشبیہ صفائی وشفافیت اور ملاست وجمال میں ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ جنت کی حوریں سفید مائل بزردی صاف وشفاف چکنی اور خوبصورت ہیں (روح المعانی ص ۹۰ ج ۲۳)

④ تشبیہ تو دونوں آیتوں میں رنگ ہی میں ہے مگر یہ اختلافِ اشخاص پر محمول ہے مطلب یہ ہے کہ بعض حوروں کا رنگ تو سفید مائل بزردی ہے ان کو بیضِ مکنون کے ساتھ تشبیہ دیگئی اور بعض کا رنگ سفید مائل بسرخی ہے ان کو یاقوت ومرجان کے ساتھ تشبیہ دیگئی اور عورتوں کے دونوں قسم کے رنگ ہی مرغوب اور حسین ہوتے ہیں یہ کہنا کہ سب سے اچھا رنگ سفید مائل بزردی ہی ہوتا ہے درست نہیں ہے کیونکہ احسنیت تو لوگوں کی طبیعتوں اور مزاجوں کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے کسی کو سفید مائل بزردی رنگ پسند ہوتا ہے کسی کو سفید مائل بسرخی، غرض کہ جنت میں اہل جنت کو ان کی پسند اور خواہش کے مطابق حوریں ملیں گی کما قال اللہ تعالیٰ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ بہرحال جب دونوں آیتوں میں حوروں کا مصداق جدا جدا ہے تو تعارض نہیں ہے (روح المعانی ص ۹۰ ج ۲۳)

⑤ یا یوں کہا جائے کہ چہروں کا رنگ تو یاقوت ومرجان کی طرح سفید مائل بسرخی یعنی گلابی ہے اور باقی بدن کا رنگ بیضِ مکنون کی طرح سفید مائل بزردی ہے پس دوسری آیت تو چہرہ کی رنگت کے بیان پر محمول ہے اور پہلی آیت میں باقی بدن کی رنگت کا بیان ہے اس لیے کوئی تعارض نہیں۔ روح المعانی ص ۹۰ ج ۲۳

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ضلال کی نفی اور اثبات

پارہ ۲۷ و ۲۹

آیات (۱) مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰى پارہ ۲۷ رکوع ۵ سورۃ النجم جلالین ص ۴۳۷ ◉ (۲) وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى پارہ ۳۰ رکوع ۱۸ سورۃ والضحیٰ جلالین ص ۵۰۲

تشریح تعارض آیتِ اولیٰ میں ارشاد ہے کہ تمہارے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو ضلال کے ساتھ متصف ہیں اور نہ غوایت[1] کے ساتھ، یعنی نہ تو راہ حق سے بھٹکے اور نہ غلط راستہ پر چلدے اور آیتِ ثانیہ میں ارشاد ہے کہ اللہ نے آپ کو ضال پایا پس آپ کی رہنمائی فرمائی یعنی آپ ضلال کے ساتھ متصف تھے اللہ نے آپ کو ہدایت عطا فرمائی پس پہلی آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضلال کی نفی ہے اور آیتِ ثانیہ میں اس کا اثبات ہے اس لئے ان دونوں میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے

دفع تعارض اس تعارض کے دو جواب ہیں

(۱) ضلال کی دو قسمیں ہیں ایک عدول عن الطریق بعد العلم یعنی جاننے کے بعد راستہ سے ہٹ جانا جس کو گمراہی اور کفر سے تعبیر کیا جاتا ہے دوسرے عدول عن الطریق قبل العلم یعنی جاننے سے قبل راستہ سے ہٹا ہوا ہونا جس کو ناواقفیت اور بے خبری سے تعبیر کیا جاتا ہے آیتِ اولیٰ میں جو نفی ہے وہ قسمِ اول کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم اور وحی کے آجانے کے بعد پھر راہِ حق سے ہٹ گئے ہوں (العیاذ باللہ) ہرگز کبھی ایسا نہیں ہوا اور آیت ثانیہ میں جو ضلال کا اثبات ہے وہ قسمِ ثانی کا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے قبل شرائع و احکام سے ناواقف اور بے خبر تھے حق تعالیٰ

---

[1] ضلال اور غوایت میں فرق یہ ہے کہ ضلال تو اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص بالکل راستہ بھول کر کھڑا رہ جائے اور غوایت یہ ہے کہ غیر راہ کو راہ سمجھ کر چلتا رہے کذا فی الخازن ۱۲ بیان القرآن ص ۷۲ ج ۱۱ پارہ ۲۷

Marfat.com

نے وحی کے ذریعہ آپ کو باخبر کیا جیساکہ حق تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ[1] اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپ وحی سے قبل نہ تو کتاب (قرآن) کو جانتے تھے کہ وہ کیا چیز ہے اور نہ ہی ایمان کی تفاصیل اور اس کے شرائع واحکام سے واقف تھے ایک اور جگہ ارشاد ہے وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِيْنَ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپ وحی سے قبل شرائع دین سے بیخبر اور ناواقف تھے اور وحی سے قبل شرائع واحکام سے ناواقف ہونا یہ کوئی نقص اور عیب نہیں ہے[2]، بہرحال جب دونوں آیتوں میں ضلال کی علیحدہ علیحدہ قسم مراد ہے تو کوئی تعارض نہیں (ماخوذ من امداد الفتاویٰ ص۶۹/۵ وروح المعانی ص۱۶۲/۳۰)

❸ دوسرا جواب یہ ہے کہ آیتِ ثانیہ میں ضلال سے مراد راہِ حق سے گمراہ ہوجانا نہیں بلکہ کہیں سفر وغیرہ میں جاتے ہوئے راستہ بھول جانا ہے مطلب یہ ہے کہ آپ ایک بار سفر میں راستہ بھول گئے تھے گم ہوگئے تھے تو حق تعالیٰ نے آپ کو راستہ بتادیا تھا، چنانچہ حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ ملکِ شام کا سفر کیا آپ ایک اونٹنی پر سوار تھے اندھیری رات تھی آپ کو نیند آرہی تھی ابلیس لعین آیا اور آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر اس کو صحیح راستہ سے ہٹاکر دوسرے راستہ پر کردیا اس طرح آپ قافلہ سے بچھڑ گئے فوراً حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور ابلیس پر ایک زور کی پھونک ماری جس سے وہ کمبخت حبشہ میں جاکر گرا اور حضرت جبریلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح راستہ

---

[1] ایمان سے مراد نفسِ ایمان نہیں ہے کیونکہ ہر نبی وحی سے قبل بھی نفس ایمان سے واقف اور اسکے ساتھ متصف ہوتا ہے بلکہ مراد شرائعِ ایمان ہے جن کا علم بغیر وحی کے محض عقل کے ذریعہ نہیں ہوسکتا ہے کما قال الامام محی السنۃ البغوی ۱۲ روح المعانی ص۵۸/۲۵

[2] ضال کی جو یہ تفسیر کی گئی ہے کہ وحی سے قبل شرائع ایمان سے ناواقف مراد ہے بقول امام واحدی اکثر مفسرین نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے، امام زجاج بھی اسی تفسیر کو اختیار کرتے ہیں ۱۲ روح المعانی ص۱۶۲/۳۰

سے قافلہ تک پہنچا دیا، ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں مکہ کی گھاٹیوں میں راستہ بھول جانے کی وجہ سے گم ہو گئے اور دادا جان سے جدا ہو گئے ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ راستہ بھول گئے اور بکریوں سے علیحدہ ہو گئے، میں اس نے آپ کو آپ کے دادا جان کے پاس پہنچا دیا دادا جان اس وقت کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر نہایت تضرع وزاری کیساتھ اللہ سے دعا کر رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس واپس پہنچا دے ابوجہل نے ان سے بیان کیا کہ جب میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کرنے کیلئے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے سوار کیا اور اونٹنی کو اٹھایا تو اونٹنی اٹھی نہیں پھر آپ کو آگے سوار کیا تو اونٹنی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

یا احمق ھو الامام فکیف یقوم خلف المقتدی اے بیوقوف یہ بچہ تو امام ہے یہ مقتدی کے پیچھے کیسے رہ سکتا ہے، اس قسم کے اور بھی واقعات اور اقوال روح المعانی میں مذکور ہیں، بہرحال اس تفسیر پر آیتِ ثانیہ میں ضلال سے مراد راستہ بھول جانا ہے دینِ حق سے گمراہ ہونا نہیں ہے لہذا آیتِ اولیٰ میں نفی ہے ضلال بمعنی دینِ حق سے گمراہ ہو جانے کی اور آیتِ ثانیہ میں اثبات ہے ضلال بمعنی راستہ بھول جانے کا فلا تعارض بینہما۔ (روح المعانی ص ۱۶۲/۳۰)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

احقر العباد

محمد انور گنگوہی عفا اللہ عنہ وعن والدیہ

وعن اساتذتہ اجمعین

تعداد آیات متعارضہ فی الظاہر در اصل کتاب	۴۸۲
" " " در ضمیمہ	۱۰۷
کل تعداد	۵۸۹

Marfat.com

فہرست ضمیمہ

نمبر شمار	عنوانات مضامین آیات متعارضہ	صفحہ	تعداد جوابات
۱	بنی اسرائیل نے بقرہ ذبح کیا یا نہیں ؟	۲۴۲	دو جواب
۲	یہود جادو کا اتباع کرنے کی قباحت جانتے تھے یا نہیں؟	۲۴۵	آٹھ "
۳	افعال عباد' اللہ کی مشیت سے صادر ہوتے ہیں یا بندوں کی ؟	۲۵۱	ایک "
۴	حق تعالیٰ قیامت کے دن کفار سے گفتگو کریں گے یا نہیں؟	۲۵۴	دو "
۵	زمانہ ماضی میں لوگ متحد فی الدین تھے یا مختلف ؟	۲۵۶	ایک "
۶	لوگوں میں اختلاف بعثت انبیاء سے پہلے ہوا یا بعد میں؟	۲۵۷	ایک "
۷	حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل کے نبی تھے یا دوسروں کے بھی ؟	۲۵۹	دو "
۸	حضرت عیسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل سب کافر تھے یا بعض مؤمن بھی تھے ؟	۲۶۰	ایک "
۹	دعوت و تبلیغ پوری امت پر ملحوظ ہے یا بعض پر ؟	۲۶۱	ایک "
۱۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف نذیر تھے یا بشیر و نذیر؟	۲۶۳	دو "
۱۱	کفار دلائل کو دیکھ کر ایمان لائیں گے یا نہیں؟	۲۶۵	ایک "
۱۲	حضرت آدمؑ سے اکل من الشجرۃ کا صدور عمداً ہوا یا نسیاناً ؟	۲۶۶	ایک "
۱۳	انسان و جنات کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا یا ترکِ عبادت کیلئے ؟	۲۶۷	ایک "
۱۴	صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کرتے تھے یا نہیں؟	۲۶۸	دو "
۱۵	مشاہدۂ عذاب کے بعد ایمان لانا نافع ہوتا ہے یا نہیں؟	۲۶۹	دو "
۱۶	وحی سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی قوم کو اقوام سابقہ کے واقعات کا علم تھا یا نہیں؟	۲۷۰	ایک "
۱۷	ہر اُمت کے لئے رسول آیا ہے یا نہیں ؟	۲۷۲	دو "
۱۸	جنت کی حوروں کا رنگ سفید مائل بزردی ہے یا سرخ مائل بسفیدی؟	۲۷۳	پانچ "
۱۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ضلال کی نفی اور اثبات	۲۷۶	دو "

اعتذار

بندہ اپنی تقصیر و کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ اگر تعارض کے کسی مضمون سے متعلق کوئی آیت ایسی نظر آئے جو احاطۂ شمار میں نہ آئی ہو تو اسکو اسی مضمون کے تحت مذکورہ آیات کے ساتھ لاحق فرمالیں نیز اگر تعارض کا کوئی مضمون سرے ہی سے کتاب میں آنے سے رہ گیا ہو تو نقص فی التتبع پر محمول فرمادیں۔ مؤلف

Marfat.com

وہ کتب جن سے اصل کتاب اور ضمیمہ کی تالیف میں استفادہ کیا گیا

۱	قرآن کریم	۷	تفسیر قرطبی	۱۳	صاوی	۱۹	الفوز الکبیر
۲	جلالین شریف	۸	تفسیر ابوالسعود	۱۴	جمل	۲۰	الروض النضیر
۳	بیضاوی شریف	۹	تفسیر مظہری	۱۵	بیان القرآن	۲۱	تحفۂ اثنا عشریہ
۴	شیخ زادہ	۱۰	روح المعانی	۱۶	معارف القرآن	۲۲	امداد الفتاوی
۵	تفسیر کبیر	۱۱	تفسیر خازن	۱۷	الاتقان	۲۳	النبراس شرح شرح العقائد
۶	تفسیر ابن کثیر	۱۲	تفسیر مدارک	۱۸	تفسیر کشاف	۲۴	مصباح اللغات

تشکر

بندۂ ناچیز خداوند کریم کا بصمیم قلب شاکر و ممنون ہے کہ اس نے بندہ کی اس صغیر مگر مبارک کاوشِ علمی کو شرفِ قبولیت سے نوازا کہ اہلِ علم حضرات خصوصاً مدارسِ عربیہ کے اساتذۂ کرام و عزیز طلبہ نے اس مجموعہ کو محبت کی نگاہوں سے دیکھا اور پسند فرمایا خداوند قدوس ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس مجموعہ کا نفع عام و تام فرما کر اس کو ذریعۂ نجات اور توشۂ آخرت بنائے آمین۔ ——— مؤلف عفی عنہ

Marfat.com

Marfat.com

بہترین دینی و اصلاحی کتابیں

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی کی تصانیف

خطباتِ حکیم الامتؒ	(مواعظ)	۲۷ جلدیں
ملفوظاتِ حکیم الامتؒ	(کامل)	۱۰ جلد
کلیدِ مثنوی شرح مثنوی	(کامل)	۲۲ جلدیں
اصلاحی نصاب	(دس رسائل کا مجموعہ)	
اشرف الجواب	(کامل)	۳ حصے
اصلاحِ خواتین	(اعلیٰ)	مجلد
تحفہ زوجین		مجلد
اسلامی شادی		مجلد
تحفۃ العلماء	(کامل)	۲ جلد
اشرف السوانح	(کامل)	۴ جلد
امثالِ عبرت		
اسلامی تہذیب اور آدابِ زندگی		مجلد
عملیات و تعویذات کے شرعی احکام		مجلد
آدابِ تقریر و تصنیف		مجلد
مکتوبات و ملفوظاتِ اشرفیہ		مجلد
تقریر ترمذی شریف، اردو	(کامل)	۲ حصے
حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات	کامل	مجلد
اصلاح الرسوم		مجلد
بہشتی زیور	[illegible]	
تسہیل المواعظ	(کامل بادن سوائح)	۲ جلد
تحفہ رمضان المبارک		
دینی دعوت و تبلیغ کے اصول و احکام		
معارفِ اشرفیہ	(مجلد)	
تفسیر حل القرآن	(کامل) (جامع تفا	

(ٹائٹل، اس نہج کی مکمل کتب خانہ نے بدخصوص

علمائے حق کی تصانیف

تفسیر انوار البیان	(مولانا عاشق الٰہی)	تقریباً ۹ جلدیں
دینی دسترخوان	(جدید اسلامی انسائیکلوپیڈیا)	۲ جلد
آبِ حیات	(اثباتِ حیات النبی)	مجلد
تقریرِ دلپذیر	(ایمان باطلہ کا رد)	مجلد
تعلیمی چہل حدیث	مع ترجمہ و تشریح	
کشکولِ مجذوبؒ	(عارفانہ کلام)	مجلد
مجالسِ حکیم الاسلام		مجلد
سیرتِ ماہتابِ عرب	صلی اللہ علیہ وسلم	مجلد
معمولاتِ نبوی	صلی اللہ علیہ وسلم	مجلد
اُسوۃ الصالحین ترجمہ آداب الصالحین		مجلد
خطباتِ طیب	(۱۲ اہم خطبات کا مجموعہ)	مجلد
راحتِ دارین		بکس بورڈ کی جلد
اقوالِ صوفیاء	(ایک سو سے زائد اقوال)	مجلد
آثارِ خیر	(حضرت مولانا خیر محمد صاحب کی تالیفات)	
تقاریرِ شیخ الہندؒ	(ترمذی و ابوداؤد)	مجلد
تحفۃ النساء	(اعلیٰ)	مجلد
اسلام اور نکاح		بکس بورڈ کی جلد
سنن کبریٰ بیہقی کامل	دس جلد	عربی
اوجز المسالک شرح مؤطا مالک		۱۵ جلد عربی
لسان المیزان فی اسماء الرجال ابن حجر		۷ جلد
مشکلات القرآن حضرت کشمیریؒ		مجلد
تفسیر بغوی معالم التنزیل		عربی

297.162
م 35 م
64348-U-67

ملنے کا پتہ، ادارہ

اُردو

تفسیر احسن القرآن

یعنی

قرآن پاک کی آیاتِ متعارضہ کے درمیان تطبیقات کا مستند مجموعہ

تالیف

مولانا محمد انور گنگوہی مدظلہ

ناشر ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
[illegible] گیٹ. ملتان